۹۶۰

صلی اللہ علیہ وسلم

عرض یہ ہے کہ چند روز قبل میرے ایک عزیز نے مجھے ایک تحریر دکھائی جس میں کوہاٹ کے ایک عالم دین نے نماز جنازہ کے بعد دعا کو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن قرار دیا ہے جس پر موصوف نے متعدد دلائل ذکر فرمائے ہیں۔

۲۸

۵/۲۱

۲۰۷

ریاض الرحمٰن

علماء کرام و مفتیان عظام کی خدمت عالیہ میں مذکورہ تحریر کی فوٹو کاپی اور اسکے ساتھ ہی دوسرے کاغذ پر فوٹو کاپی کے مندرجات کو واضح طور پر لکھ کر ارسال کیا جارہا ہے تاکہ آپ حضرات مذکورہ دلائل کا بنظر غائر مطالعہ فرمائیں اور نماز جنازہ کے بعد دعا کی شرعی حیثیت کی وضاحت فرمائیں اس سلسلے میں حضرات علماء دیوبند کا صحیح مسلک اور طرز عمل بھی تحریر فرمائیں براہ کرم مذکورہ دلائل سے پیدا ہونے والے شبہات کا مدلل، مفصل جواب عنایت فرمائیں تاکہ ان دلائل کا صحیح محمل واضح ہو جائے

اور

نماز جنازہ کے بعد دعا کا حکم بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے
اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے، کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیدا ہونے والے شبہات کی وضاحت :-----

(۱) دعا بعد الجنازہ کا اصل حکم کیا ہے؟

(۲) کیا احناف کے نزدیک تمام چیزوں میں اصل اباحت ہے تو کیا اس (اباحت) سے دعا بعد الجنازہ پر استدلال درست ہو سکتا ہے؟

(۳) اگر درست نہیں ہو سکتا تو منسلکہ ورق پر مختلف کتب کی جو عبارات پیش کی گئیں ان کا صحیح محمل کیا ہوگا؟

(۴) کیا دعا بعد الجنائز کی ممانعت کی کوئی مستقل فقہی دلیل ہے؟

(۵) عہد رسالت یا عہد صحابہ کے حوالے سے اگر کوئی دلیل ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں

(۶) جب دعا مانگنا مامور بہ غیر موقت ہے تو نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟

(۷) مذکورہ حدیث شریف کے جزء "وما سکت عنہ فہو عفو" سے

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

مضمون سوال و جواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر مع رجسٹر

دعا بعد الجنازہ کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں ثبوت نہ ملنے کی صورت میں
حدیث شریف کا صحیح مطلب بیان فرمائیں۔

(۸) منسلکہ ورق کے مطابق جب "کل بدعۃ ضلالۃ" کی حدیث میں عموم نہیں
بلکہ بدعت محمود و مذموم بھی ہوتی ہے تو دعا بعد الجنازہ کو کیسے بدعت کہا
جا سکتا ہے اس حدیث کا صحیح مطلب بیان فرمائیں

(۹) لا یقوم بالدعاء کا صحیح مطلب کیا ہے؟ کیا یہ واقعی مؤول ہے؟
جیسا کہ منسلکہ ورق میں فتاویٰ محمودیہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے؟

المستفتی

ریاض الرحمٰن

متعلم جامعہ دارالعلوم کراچی

حامداً و مصلیاً

اما بعد!

میرے محترم حضرات ہر دور کا اپنا فتنہ ہوتا ہے موجودہ دور کا سب سے بڑا فتنہ میرے ناقص خیال کے مطابق سلفی فتنہ ہے لیکن اس سے زیادہ جو ایسے آپکو حنفی کہتے ہیں اور دیوبندیت کو صحیح سمجھتے ہیں مگر دراصل وہ سلفیت کی تحریر کو دیوبندیت کی آڑ میں آگے بڑھاتے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں ہر نماز جنازہ کے بعد شور کرتے ہیں چلو چلو نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں ہے بدعت ہے اس کو غیر جانبدارانہ طریقے سے دونوں کے دلائل ذکر کرتے ہیں مانعین دعا کہتے ہیں۔

۱۔ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں
۲۔ کچھ عربی فتاوی جات کا حوالہ دیتے ہیں۔ "لا یقوم بالدعاء"
۳۔ اصل تمام چیزوں میں توقف ہے جیسا کہ "راہ سنت" کے مصنف نے بیان کیا ہے دوسرا فریق دعا کو جائز اور امر مستحسن کہتے ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ احناف کے نزدیک تمام چیزوں میں اصل اباحت (جواز) ہے توقف نہیں قاضی خان نے فتاوی ہندیہ کے ج ۳ ص ۴۰۰ پر لکھتے ہیں۔ "والاصل فی الاشیاء الاباحۃ" قاضی خان کا حنفی ہونا مسلم ہے لہذا دعا الجنازہ باعتبار الاصل مباح ہے کیونکہ دعاء نہ کرنے کی دلیل منع موجود نہیں

۲۔ دعا بعد الجنازہ نہ مکروہ ہے نہ حرام ہے کیونکہ الاشباہ والنظائر کے ص ۸، ۹ پر حرام اور مکروہ کی تعریف کی ہے "حرام ما ثبت منعہ بدلیل قطعی" مکروہ "ما ثبت المنع عنہ بدلیل ظنی"۔ جب دلیل منع نہیں تو قطعی اور ظنی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۸۰ پر مولانا لطف الحسن دیوبندی لکھتے ہیں "واضح بہذا الحدیث من قال اصل الاشیاء الاباحۃ قبل ورود الشرع حتی یقوم دلیل الحظر" ظاہر بات ہے کہ مانعین دعاء کے پاس دعا نہ کرنے کی دلیل مستقل نہیں ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ دعا بعد الجنازہ باعتبار الاصل مباح ہے۔ اثبات دعاء کیلئے ادعو ربکم کافی ہے کیونکہ معمول نہ کر کے برائے تعمیم حذف کیا گیا ہے۔ (مستفر المعانی)

دعا مانگنا ایک مامور بہ (فعل) غیر موقت ہے جیسا کہ "ذکر" کیلئے کوئی قید نہیں دعاء کیلئے کوئی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	عنوان / تبویب

متبد ہیں ۔

۳۔ ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ شریف کے ج ۲ ص ۲۵۹ "باب ما یحل اکلہ وما یحرم" کی تشریح کرتے ہیں "قدم الحلال لانہ اصل وضعا والمطلوب شرعا"

۴۔ مصنف نورالانوار ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے نورالانوار کے ص ۱۹۷ پر لکھتے ہیں "لان الاباحۃ اصل فی الاشیاء"

۵۔ علامہ شامی نے ج ۱ ص ۱۰۵ پر تحریر کرتے ہیں ۔ اقول ۔ وقد صرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمہور من الحنفیۃ ۔ کہ احناف کا مختار مذہب اباحت (جواز) ہے ۔

۶۔ صاحب ہدایہ جو کہ احناف کی مشہور کتاب ہے ہدایہ کے جلد ۲ ص ۲۰۸ پر ہے "والاباحۃ اصل"

۷۔ تفسیر مدارک جو کہ خالص حنفی تفسیر ہے ج ۱ ص ۳۰ پر علی ان الاشیاء التی یصح ان ینتفع خلقت مباحۃ الاصل سابقہ یہ بھی اضافہ کرتے ہیں ۔ امام کرخی اور امام ابوبکر رازی کا مذہب یہی ہے

۸۔ تفسیر روح المعانی اسی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں واستدل کثیر من اہل السنۃ الحنفیۃ والشافعیۃ بالآیۃ علی اباحۃ الاشیاء النافعۃ (روح ج ۱ ص ۲۱۵)

۹۔ احکام القرآن للجصاص حنفی ج ۲ ص ۳۱۲ احل لکم الطیبات کے تحت رقمطراز ہے "جائز ان یحتج لظاہرہ فی اباحۃ جمیع الاشیاء المستلذہ الا ما خصہ الدلیل" ان تمام دلائل سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ دعا بعد الجنازہ ایک مستقل عمل ہے جائز اور مباح ۔ ممانعت کی کوئی دلیل منکرین دعا کے پاس نہیں مندرجہ بالا دلائل سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اصل اباحت ہے توقف نہیں

۱۰۔ مانعین دعا کے پاس صرف ایک دلیل کہ حضور ﷺ سے ثابت نہیں منقول نہیں قول ہو موجود ہے جو مشکوٰۃ جلد ثانی ج ۲ ص ۳۶۲ پر ہے "وما سکت عنہ فہو عفو" کی تشریح مولانا نصیر الدین غرغشتوی مرحوم نے یہ کیا ہے وعلم منہ الاصل الاشیاء الاباحۃ ۔ اس کا دوسرا جواب مدرس کبیر مفتی زمانہ محمد فرید صاحب اکوڑہ خٹک فتاوی فریدیہ میں یوں کیا ہے کہ یہ سلبی دلیل ہے حتمی دلیل نہیں ۔ مولانا محمد فرید صاحب نے فتاوی فریدیہ ج ۳ ص ۲۴۶ تا ۲۵۰ ایک مدلل جواب دیا ہے کہ دعا بعد صلوۃ الجنازہ مباح اور جائز ہے تفسیر روح المعانی ج ۲۸ ص ۵۰ "ترک العمل یتحقق علی ثبوت النہی" جب دلیل ہی نہیں تو ترک دعا کہاں ۔ مانعین دعا اکثر یہ دلیل دیتے ہیں "کل بدعۃ ضلالۃ" یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں حاشیہ مشکوٰۃ پر اس حدیث کی تشریح موجود ہے ۔ فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۰ ص ___ پر درج ہے "البدعات بدعتان" ایک محمود اور ایک مذموم ہے کل بدعت میں کل اضافی ہے استغراقی نہیں جیسا کہ وعلم آدم الاسماء کلہا ۔ مانعین دعا اپنے دعویٰ کے ثبوت کیلئے کچھ فریق فتاوی جات لا یقوم بالدعاء کا حوالہ دیتے ہیں لیکن یہ منقول ہے فتاوی محمودیہ میں اسکی صراحت ہے لہٰذا گزارش ہے کہ مانعین دعا اپنے سابقہ موقف پر نظر ثانی کریں اور تہہ دل سے حقیقت کا ثبوت دیں خدا ان کو راہ اور ہمکو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے

"وما علینا الا البلاغ"

بندہ اصیل بادشاہ خادم انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ ، ہراپگان

(مہربانی فرما کر بندہ کو ان مذکورہ دلائل کا جواب دیکر اور صحیح محمل بیان کر کے مشکور کا ایک موقع اور عنایت فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں ۔)

ریاض الرحمٰن

والسلام علیکم

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دار العلوم کراچی

مضمون سوال و جواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر مع رجسٹر
ص۱ **الجواب حامداً ومصلیاً** (۱، ۵) ـــــــ نمازِ جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد دعا کا اہتمام والتزام عہدِ رسالت، عہدِ صحابہؓ، عہدِ تابعینؒ و تبعِ تابعینؒ کے دور میں سے بھی ثابت نہیں، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں متعدد جنازے پڑھائے اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس طرح آپ علیہ السلام نمازِ جنازہ پڑھانے کا طریقۂ کار، اس کی تکبیرات وغیرہ نقل فرمائیں تو اسمیں دعا بعد الجنازہ کو ذکر نہیں فرمایا۔ اگر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کسی ایک جنازے کے بعد بھی دعا مانگنے کا اہتمام فرماتے تو اتنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کم از کم کوئی ایک صحابی تو اس کو ذکر کرتا، جبکہ اس بارے میں احادیثِ طیبہ اور آثارِ صحابہ میں کوئی ایک روایت بھی مذکور نہیں اسی لیئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جنازہ کے بعد دعا کرنا نمازِ جنازہ میں اضافہ کرنے کے مشابہ ہے" لہٰذا یہ بدعت ہے جس کا ترک کرنا واجب ہے۔ (ماخذہٗ فتاویٰ عثمانی: ۱/۱۰۸،۱۴۷) في المرقاة: ۴/۱۷۰ ولا يدعو للميت بعد صلاة لانه يشبه الزيادة في صلاة الجنازة. في البزازية على هامش الهندية: (۴/۸۰) لايقوم بالدعاء بعد صلاة الجنائز لانه دعا مرةً لان اكثرها دعاء وكذا في السراجية: ص۷۷ وفي البحر (۲/۱۸۳) وفي الخلاصة: (۱/۲۲۵) وفي نفع المفتي: ص۴۰۶ وفي جامع الرموز (۱/۲۸۳) (بقیہ ورق کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں)			

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	عنوان تبویب

ص۲

(۲) ـــــ احناف کے نزدیک تمام اشیاء میں (ما سوائے گوشت کے) اصل اباحت ہے مگر اس قاعدہ سے دعا بعد الجنازہ پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ۔۔۔

① ـــــ مذکورہ قاعدہ میں اشیاء کے اصلاً مباح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی شے کے بارے میں دلیل منع وارد نہ ہو تو وہ مباح سمجھی جائے گی جبکہ دعا بعد الجنازہ سے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے صراحۃً منع فرمایا ہے لہٰذا اس دعا کا اہتمام والتزام کرنا اور نہ کرنے والوں پر نکیر کرنا وغیرہ یہ سب امور بدعت ہیں جو کہ حدیث شریف کی رو سے گمراہی ہے اور دعا بعد الجنازہ پر اباحت کے مذکورہ قاعدہ سے استدلال کرنا درست نہیں۔

② ـــــ نیز یہ کہ مذکورہ قاعدہ عبادات کے علاوہ دیگر اشیاء کے بارے میں ہے کیونکہ عبادات کی کیفیت وتعیین خود شارع علیہ السلام کی طرف سے ہوچکی ہے لہٰذا اب ان (عبادات) میں کسی قسم کا اضافہ کرنا دین میں اضافہ کرنا ہے جو کہ بدعت اور گمراہی ہے۔

③ ـــــ اگر بالفرض دعا بعد الجنازہ کو مذکورہ قاعدہ کی رو سے مباح کر دیا جائے تو پھر عبادات اور بدعات میں کوئی فرق نہ رہے گا، اس طرح تو کوئی شخص پانچ فرض نمازوں کے بعد چھٹی نماز پڑھ کر بطور دلیل یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ نماز پڑھنا اصلاً مباح ہے اس لئے مجھے چھٹی نماز پڑھنے کا اختیار ہے حالانکہ یہ بالاتفاق باطل ہے اور ایسے طرز عمل سے دین میں اضافہ و تحریف کا دروازہ کھلے گا جو کہ کھلی گمراہی ہے۔

فی احکام القرآن للتھانویؒ: (۱/۱۸)

ثم کون الاصل عند بعض الحنفیۃ والشافعیۃ الاباحۃ

(جاری ہے ۔۔۔۔۔۔)

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب

ص ۳

فی الاشیاء کلھا لا ینافی کون الشی منھا حراما لعینہ کالزنا والخمر او لغیرہ کاکل مال الغیر او مکروھا کراھۃ تنزیہ او تحریم کاکل الفرس او سور الھرۃ لان کل ذلک قد ثبت بالادلۃ القطعیہ او الظنیۃ انما الکلام فیما لم یوجد فیہ دلیل اصلاً۔

فی الشامیۃ: (۱۶۱/٤)

ان نسبۃ الاباحۃ الی المعتزلۃ مخالف لما فی کتب الاصول ففی تحریر ابن الھمام المختار الاباحۃ عند جمہور الحنفیۃ والشافعیۃ وفی شرح اصول البزدوی للعلامۃ الاکمل قال اکثر اصحابنا واکثر اصحاب الشافعی ان الاشیاء التی یجوز ان یرد الشرع باباحتھا وحرمتھا قبل ورودہ علی الاباحۃ، وھی الاصل فیھا حتی ابیح لمن لم یبلغہ الشرع ان یاکل ماشاء الیہ والیہ اشار محمد فی الاکراہ حیث قال: اکل المیتۃ وشرب الخمر لم یحرما الا بالنھی فجعل الاباحۃ اصلاً والحرمۃ بعارض انتھی۔

وفی الاعتصام للشاطبی بحوالہ راہ سنت

ولا یصح ان یقال فیما فیہ تعبد انہ مختلف فیہ علی القولین ھل ھو علی المنع ام ھو علی الاباحۃ بل ھو امر زائد علی المنع لان التعبدیات انما وضع الشارع فلا یقال فی صلوۃ سادسۃ مثلاً انھا علی الاباحۃ فللمکلف وضعھا علی احد القولین لیتعبد بھا اللہ لانہ باطل بالاتفاق.

(جاری ہے......)

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	عنوان تبویب

صدہ

وفی الھدایۃ مع الفتح: (۱۶۵/٤)
الاباحۃ اصلٌ وفی فواتح الرحموت: (۱/٤۵) وفی
شرح المجلۃ للاتاسی: (۱/۲۳)

(۴) ـــــ دعا بعد الجنازہ سے فقہائے کرام رحمہم اللہ نے صراحۃً منع فرمایا ہے اور اس کو مکروہ لکھا ہے چند فقہی عبارات ملاحظہ ہوں۔

خلاصۃ الفتاویٰ (۱/۲۲۵) میں ہے۔
لایقوم الدعاء بعد صلاۃ الجنازۃ.

فتاویٰ بزازیہ (٤/۸۰) میں ہے۔
لایقوم بالدعاء بعد صلاۃ الجنائز لانہ دعا مرۃ لان اکثرھا دعا۔

ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔
ولایدعو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ۔

یہی حکم فتاویٰ سراجیہ (صـ۲۳)، البحر الرائق (۲/۱۸۳) جامع الرموز (۱/۲۸۳) اور نفع المفتی والسائل (صـ۲-۷) میں مذکور ہے۔

(٦) ـــــ دعا مانگنا بلاشبہ مامور بہ غیر موقت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص جنازہ کے بعد انفرادی طور پر یا دل دل میں میت کیلئے دعا مانگے تو یہ جائز ہے مگر آج کل کے مروجہ طریقے کے مطابق باقاعدہ ہاتھ اٹھانا، اس کا اہتمام والتزام کرنا، اور اس طرح نہ مانگنے والوں پر نکیر کرنا یہ سب امور تو دعا کو مؤقت ومقید کرنے کے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

(جاری ہے ------)

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	عنوان تبویب

ص۵

کے طرزِ عمل سے ثابت نہیں لہٰذا ان سب کا ترک کرنا ضروری ہے اور مطلق دعا سے دعا بعد الجنازہ کے مخصوص موقع پر استدلال کرنا درست نہیں۔

(۷) سوال میں ذکر کردہ حدیث شریف کھانے پینے کی اشیاء کے بارے میں ہے لہٰذا اس سے دعا بعد الجنازہ پر استدلال کرنا درست نہیں نیز ملا علی قاریؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ "ماسکت عنہ فھو عفو" سے وہ اشیاء مراد ہیں جن کا حکم بیان نہیں کیا گیا جبکہ ماقبل میں ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو چکی کہ دعاء بعد الجنازہ کے اہتمام و التزام سے فقہائے متقدمین نے صراحۃً منع فرمایا ہے کیونکہ کرنے والے اسے نمازِ جنازہ کا حصہ سمجھتے ہیں اور عبادات میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا اور اس پر اصرار کرنا بدعت میں داخل ہے

فی المشکوٰۃ مع المرقاۃ: (۷/۷۲۰)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان اھل الجاھلیۃ یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ واحلّ حلالہ وحرّم حرامہ فما احلّ فھو حلالٌ وما حرّم فھو حرامٌ وما سکت عنہ فھو عفوٌ وتلا "قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ الآ ان یکون میتۃً او دمًا ... الآیۃ" رواہ ابوداؤد۔

وفی المرقاۃ تحتہ:

(وما سکت عنہ) ای مالم یبین حکمہ (فھو عفو) ای متجاوز عنہ لا تواخذون بہ۔

(جاری ہے ......)

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	عنوان تبویب

ص ۶

۸) جواب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ لفظ بدعت کا استعمال دو طرح ہوتا ہے، ایک اصطلاحِ شریعت میں اور دوسرا لغوی معنیٰ کے اعتبار سے، پہلے استعمال کے اعتبار سے یعنی اصطلاحِ شریعت میں بدعت سے مراد وہی بدعت ہے جس کو حدیثِ شریف میں گمراہی بتایا گیا ہے اور اس سے مراد ہر وہ طریقۂ عبادت ہے جو ثواب کی نیت سے اختیار کیا گیا ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہدِ مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود کسی طرح بھی ثابت نہ ہو یعنی نہ قولاً نہ فعلاً، نہ صراحتاً نہ اشارۃً اور پھر اسے دین کا حصہ سمجھ کر بطورِ عبادت کیا جائے تو وہ اصطلاحِ شرع میں بدعتِ سیئہ اور گمراہی ہے اور کسی بدعتِ اصطلاحی کو بدعتِ حسنہ نہیں کہا جا سکتا۔

البتہ دوسرے استعمال یعنی لغوی معنیٰ کے اعتبار سے بدعت کا لفظ کسی نئی چیز کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو کہ حرج طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں نہیں تھی بعد میں کسی ضرورت کی بناء پر اختیار کی گئی جب ایسی شئے شریعت کے مخالف نہ ہو تو اس کو بدعتِ حسنہ کہا جا سکتا ہے جیسا کہ دین کی بقاء اور احیاء و اشاعت کیلئے موجودہ طرز کے مدارس ہیں حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اس طرز کے مدارس نہ تھے تو یہ مدارس شرعی طور پر بدعت نہیں البتہ لغوی معنیٰ کے اعتبار سے انھیں بدعتِ حسنہ کہا جا سکتا ہے۔

(جاری ہے ----)

عنوان تبویب	مضمون سوال وجواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر مع رجسٹر

صک

(یہ ایسا ہی ہے جیسے صلاۃ کے لغوی معنیٰ دعا کے ہیں اور اصطلاحی معنیٰ نماز کے ہیں، لفظ دونوں معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اگرچہ نماز میں زیادہ استعمال ہوتا ہے) (ماخذۂ تبویب: ۹۴/ ۵۳ب)

اب سمجھئے کہ دعا بعد الجنازہ کا باقاعدہ اہتمام والتزام کرنا، اس طور پر کہ اس کو عبادت سمجھا جائے اور دعا نہ مانگنے والوں پر نکیر کی جائے، بدعت میں داخل ہوگا۔ کیونکہ آپ علیہ السلام اور حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کا داعیہ اور سبب ہونے کے باوجود کبھی بھی مروجہ طریقہ پر دعا نہیں مانگی جیسا کہ ماقبل میں تفصیل گزر چکی۔

(۹) لا یقوم بالدعاء مؤول نہیں بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا اہتمام نہ کیا جائے اور منسلکہ ورق میں جو فتاوی محمودیہ کے حوالہ سے اس کا مؤول ہونا ذکر کیا گیا، تلاش کے باوجود ہمیں یہ بات نہیں مل سکی بلکہ صاحبِ فتاوی محمودیہ نے اسی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے دعا بعد الجنازہ کو منع لکھا ہے جیسا کہ مذکورہ فتاویٰ کی جلد نمبر ۱۴، صفحہ نمبر ۲۹۱ پر ہے۔

سوال: ہمارے علاقہ میں نمازِ جنازہ کے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر امام و جملہ مقتدی دعا مانگتے ہیں کیا یہ دعا مانگنا جائز ہے؟

جواب: خلاصۃ الفتاویٰ میں اس کو منع لکھا ہے۔

(جاری ہے ----)

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

تبویب / عنوان	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی
	(لا یقوم بالدعا بعد صلاۃ الجنازۃ) وکذا فیہ (۲۹۲/۱۰) (۲۶۷/۱۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب محمد عمر اشرف غفراللہ لہ دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴ ۴/۵/۱۴۲۸ھ الجواب صحیح احقر محمود اشرف غفراللہ لہ ۴/۵/۱۴۲۸ھ	